S-2003-5-290-294

عدالت عظمیٰ رپوٹس 2003 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

بیبی زوبیدا خاتون
بنام۔
نبی حسن صاحب اور دیگر

6 نومبر 2003

شیوراج وی پاٹل اور ڈی ایم دھرمادھیکاری، جسٹسز۔

جائیداد منتقلی ایکٹ 1882 - دفعہ 52 - مقدمہ - مقدمہ کے زیر التواء ہونے کے دوران جائیداد متدعویہ کی منتقلی - منتقل الیہ زیر التواء عدالت کی اجازت کے بغیر مقدمے میں ضم اور درخواست میں ترمیم کی درخواست - ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ کی طرف سے عرضی کو مسترد کرنا - اپیل پر قرار دیا گیا: عام طور پر، اس طرح کے منتقل الیہ کو فریق کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے لیکن مقدمے کے حقائق میں، مقدمات میں منتقل الیہ زیر التواء کے شریک کو صحیح طور پر مسترد کر دیا گیا تھا - ضابطہ دیوانی، 1908 - آرڈر 1 قاعدہ 10 اور آرڈر 6 قاعدہ 17۔

دو متقابل مقدمات کے زیر التواء ہونے کے دوران، اپیل کنندہ نے جائیداد منتقلی ایکٹ 1882 کی دفعہ 52 کے مطابق عدالت کی اجازت کے بغیر جائیداد متدعویہ خریدی۔ جائیداد خریدنے کی طاقت پر، اس نے مقدمات میں فریق کے طور پر شامل ہونے کے لیے دو درخواستیں دائر کیں اور تیسری درخواست دعووں میں فریق کے طور پر اس کے مجوزہ شریک کے نتیجے میں استدعاوں میں ترمیم کے لیے دائر کی۔ ٹرائل کورٹ نے تینوں درخواستوں کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ مقدمہ زیر التواء ہونے کے دوران جائیداد خریدی گئی ہے، مقدمہ میں منظور شدہ حکم اس کے زیر التواء کو پابند کرے گا؛ اور یہ کہ مقدمہ پرانا ہونے کی وجہ سے اسے جلد از جلد نمٹانے کی ضرورت ہے۔ احکامات کے خلاف نظر ثانی کو عدالت عالیہ نے مسترد کر دیا تھا۔

اس عدالت میں اپیل میں، اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ اگرچہ درخواست گزار جائیداد منتقلی ایکٹ کی دفعہ 52 کے معنی میں ایک منتقل الیہ زیر التواء ہے، لیکن ٹرائل کورٹ کو اسے مقدمات چلانے کا موثر موقع فراہم کرنا چاہیے تھا اور اس کی درخواستوں کی اجازت دی جانی چاہیے تھی۔

اپیلوں کو مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد: ٹرائل کورٹ نے منتقل الیہ زیر التواء کو مقدمات میں فریق کے طور پر شامل کرنے اور استدعاوں میں ترمیم

کے لیے تین درخواستوں کو مسترد کرنے میں اپنی صوابدید کا صحیح استعمال کیا ہے۔ٹرائل کورٹ کے حکم میں مداخلت سے انکار کرنے میں بھی عدالت عالیہ کو جائز قرار دیا گیا۔درخواست گزار عدالت کی اجازت کے بغیر منتقل الیہ زیر التواء ہونے کی وجہ سے، حق کے طور پر، 1983 سے طویل عرصے سے زیر التواء مقدمات میں فریق کے طور پر مقدمے کی سماعت نہیں کر سکتا۔ یہ سچ ہے کہ جب منتقل الیہ زیر التواء کی بنیاد پر ضم کے لیے درخواست دی جاتی ہے، تو منتقل الیہ زیر التواء کو عام طور پر فریق کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے تا کہ وہ اپنے مفادات کا تحفظ کر سکے۔لیکن فوری معاملے میں، ٹرائل کورٹ نے اس طرح کے جوینڈر کو مسترد کرنے کی ٹھوس وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ مقدمہ 1983 سے طویل عرصے سے زیر التوا ہے اور پہلی نظر میں علیحدگی کا عمل حقیقی نہیں لگتا ہے۔ٹرائل کورٹ نے درخواست گزار کے فریق پر زیر التواء مقدمات کو پیچیدہ بنانے اور تاخیر کرنے کی کوشش دیکھی۔(294-ڈی-ای؛ 293-سی-ڈی)

سوندر سنگھ بنام دلیپ سنگھ اور دیگر، (1996) 5 ایس سی سی 539 اور دھوراندھر پرساد سنگھ بنام جے پرکاش یونیورسٹی اور دیگر، (2001) 6 ایس سی سی 534، پر انحصار کیا۔

کھیم چند شنکر چودھری اور دیگر بنام وشنو ہری پاٹل اور دیگر، (1983) 1 ایس سی سی 18؛ جیرام مدالیار بنام آیا سوامی اور دیگر، اے آئی آر (1973) ایس سی 569 اور ساوتری دیوی بنام ڈسٹرکٹ جج، گورکھپور اور دیگر، اے آئی آر (1999) ایس سی 976 اور سیلا بالا داسی بنام نرملا سندری داسی اور انر، (1958) ایس سی آر۔1287، ممتاز۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار :1998 کی دیوانی اپیل نمبر 855-854۔

1997 کے سی آر نمبر 137 اور 180 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے مورخہ 28.7.97 کے فیصلے اور حکم سے۔

کے ساتھ

1998 کا سی۔اے۔نمبر 856۔

اپیل گزاروں کے لیے ایس بی سینیل، اکھلیش کے پانڈے، اشوک کے پانڈے اور رنجن مکھر جی۔

جواب دہندگان کے لیے اے شاران، بھرت رام پروین سوروپ اور اے پی میدھ۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

دھرما دھیکاری، جسٹس: یہ اپیلیں ضابطہ دیوانی (جسے اس کے بعد 'ضابطہ' کہا گیا ہے) کی دفعہ 115 کے تحت دو ترامیم میں پٹنہ کی عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ ایک مشترکہ فیصلے کے خلاف ہیں۔

متقابل مقدمات میں، ایک رہن کے چھٹکارے کے لیے دائر کیا گیا اور دوسرا فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے دائر کیا گیا، درخواست گزار نے دو درخواستیں کیں، ایک مقدمے میں شریک مدعی اور دوسرے میں جواب دہندہ کے طور پر اس کی شمولیت کے لیے۔تیسری درخواست دونوں مقدمات میں ایک فریق کے طور پر ان کے مجوزہ جوندر کے نتیجے میں استدعاوں میں ترمیم کے لیے دائر کی گئی تھی۔تینوں درخواستیں کوڈ کے آرڈر 1 قاعدہ 10، آرڈر 22 قاعدہ 10 اور آرڈر 6 قاعدہ 17 کے تحت بالترتیب کی گئیں۔

درخواست گزار کے مطابق مقدمات کے زیرالتواء ہونے کے دوران، اس نے اصل مدعی امی چند اگروال سے سال 1996 میں جائیداد متدعویہ خریدی تھی اور اس طرح اس کی جگہ گروی رکھے ہوئے جائیداد متدعویہ کے چھٹکارے کا حق حاصل کرلیا ہے۔ مقدمے کے زیرالتواء ہونے کے دوران حق کے اسی حصول کی بنیاد پر فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے مخالف فریق کے متقابل مقدمات میں، جو ندر کو جواب دہندہ کے طور پر اس دعویٰ کے لیے طلب کیا گیا تھا۔

ٹرائل کورٹ نے 11.10.1996 کے بحکم ذریعے دو مقدمات میں استدعا گزار کی ضم کی استدعا کو یہ کہتے ہوئے مسترد کردیا کہ مقدمہ زیرالتواء ہونے کے دوران جائیداد خریدی گئی تھی، مقدمے میں منظور شدہ حکم منتقل الیہ زیرالتواء کو پابند کرے گا۔ اس نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ دعویٰ سال 1983 کا پرانا ہونے کی وجہ سے اسے جلد از جلد نمٹانا ضروری ہے۔

اسی وجہ سے کہ آرڈر 1 قاعدہ 10 اور آرڈر 6 قاعدہ 17 کے تحت دو دیگر درخواستوں کو بھی ٹرائل کورٹ نے مسترد کردیا تھا۔

متنازعہ مشترکہ حکم نامے کے ذریعے، عدالت عالیہ نے اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار میں، جسے ضابطہ کی دفعہ 115 کے تحت نافذ کیا گیا تھا، مداخلت کرنے سے انکار کردیا۔ اس سے متاثر ہوکر موجودہ اپیلیں دائر کی گئی ہیں۔

فاضل وکیل شری ایس بی سنیل نے سختی سے زور دیا کہ اگرچہ استدعا منتقل الیہ زیرالتواء جائیداد منتقلی ایکٹ کی دفعہ 52 کے معنی میں ایک منتقل زیرالتواء ہے تاکہ اسے رہن کی تلافی کے مقدمے اور معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے مدمقابل دعویٰ پر مقدمہ چلانے کا موثر موقع فراہم کیا جاسکے، لیکن اس کا شریک دو مقدمات میں فریق کے طور پر اور استدعاؤں میں مجوزہ ترمیم کے ذریعے بعد کے واقعات کو ریکارڈ پر لانے کی استدعا کو ٹرائل کورٹ کی طرف سے اجازت دی جانی چاہیے تھی۔ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ عدالت عالیہ کو ٹرائل کورٹ کے احکامات میں مداخلت کرنی چاہیے تھی کیونکہ مؤخر الذکر قانون کے مطابق اپنی عدالتی صوابدید کا استعمال کرنے میں ناکام رہا تھا۔ کھیم چند شنکر چودھری بنام دیگر وشنو ہری پاٹل اور دیگر، (1983) 1 ایس سی سی 18؛ جیرام مدالیار بنام آیا سوامی اور دیگر، اے آئی آر (1973) ایس سی 569؛ ساوتری دیوی بنام ڈسٹرکٹ جج، گورکھپور اور دیگر، اے آئی آر (1999) ایس سی 976؛ سیلا بالا داسی بنام نرملا سندری داسی اور انر، (1958) ایس سی آر 1287 اور دھوراندھر پرساد سنگھ بنام جے پرکاش یونیورسٹی اور دیگر، (2001) 6 ایس سی سی 534 پر انحصار کیا گیا ہے۔۔

مقابلہ کرنے والے جواب دہندگان کی طرف سے پیش ہوئے فاضل وکیل نے ٹرائل کورٹ کے متنازعہ احکامات اور عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ مشترکہ حکم کی حمایت کی۔ سوندر سنگھ بنام دلیپ سنگھ اور دیگران (1996) 5 ایس سی سی 539 پر انحصار کیا گیا ہے۔۔

یہ متدعویہ نہیں ہے کہ موجودہ درخواست گزار نے مقدمہ زیرالتواء ہونے کے دوران اور عدالت کی اجازت لیے بغیر جائیداد خریدی جیسا کہ جائیداد منتقلی ایکٹ کی دفعہ 52 کے تحت ضروری ہے۔ درخواست گزار عدالت کی اجازت کے بغیر منتقل الیہ زیرالتواء ہونے کی وجہ سے، حق کے طور پر، 1983 سے طویل عرصے سے زیرالتواء مقدمات میں فریق کے طور پر مقدمہ نہیں چلا سکتا۔ یہ سچ ہے کہ جب منتقل الیہ زیرالتواء کی بنیاد پر ضم کے لیے درخواست دی جاتی ہے، تو منتقل الیہ کو عام طور پر فریق کے طور پر شامل

کیا جانا چاہیے تاکہ وہ اپنے مفادات کا تحفظ کر سکے۔لیکن فوری معاملے میں،ٹرائل کورٹ نے اس طرح کے جوینڈر کو مسترد کرنے کے لیے ٹھوس وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ مقدمہ 1983 سے طویل عرصے سے زیر التوا ہے اور پہلی نظر میں علیحدگی کی کارروائی حقیقی نہیں لگتی ہے۔ٹرائل کورٹ نے درخواست گزار کی جانب سے زیر التواء مقدمات کو پیچیدہ بنانے اور تاخیر کرنے کی کوشش دیکھی۔

اپیل کنندہ کی جانب سے جن فیصلوں کا حوالہ دیا گیا اور ان پر انحصار کیا گیا ان میں سے ہر ایک مقدمے کے حقائق کا رخ موڑ دیا گیا۔وہ ممتاز ہیں۔کوئی قطعی قاعدہ نہیں ہے کہ عدالت کی اجازت کے بغیر منتقل الیہ زیر التواء کو تمام معاملات میں زیر التواء مقدمات میں شامل ہونے اور مقابلہ کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے۔یہ فیصلہ سوندر سنگھ (اوپر) کے معاملے میں اس عدالت کے مدمقابل جواب دہندگان کی جانب سے ان کے تنازعات میں مکمل طور پر ان کی حمایت کرتا ہے۔جائیداد کی منتقلی کے قانون کی دفعہ 52 کا حوالہ دینے کے بعد،متعلقہ مشاہدات اس طرح ہیں:-

"جائیداد کی منتقلی کے قانون کی دفعہ 52 میں اس بات کا تصور کیا گیا ہے کہ:-

'بھارت کی حدود میں اختیار رکھنے والی کسی بھی عدالت میں زیر التواء ہونے کے دوران۔کسی بھی ایسے مقدمے یا کارروائی کا جو مشترکہ نہیں ہے اور جس میں غیر منقولہ جائیداد کا کوئی حق براہ راست اور خاص طور پر زیر بحث ہے، جائیداد کو کسی فریق کے ذریعہ مقدمے یا کارروائی میں منتقل یا بصورت دیگر نمٹا نہیں جا سکتا ہے تاکہ اس میں بنائے جانے والے فرمان یا حکم کے تحت کسی دوسرے فریق کے حقوق کو متاثر کیا جا سکے،سوائے عدالت کے اختیار کے تحت اور ایسی شرائط کے جو وہ عائد کرے۔

لہذا، یہ واضح ہوگا کہ مقدمے میں مدعا علیہ کو دفعہ 52 کے عمل کے ذریعے جائیداد سے نمٹنے سے منع کیا گیا تھا اور وہ عدالت کے حکم یا اختیار کے علاوہ اپیل کنندہ کے حقوق کو متاثر کرنے والے کسی بھی طریقے سے اس کی منتقلی یا دوسری صورت میں معاملہ نہیں کر سکتے تھے۔مانا جاتا ہے کہ ان جائیدادوں کو الگ کرنے کے لیے عدالت کا اختیار یا حکم حاصل نہیں کیا گیا تھا۔لہذا، علیحدگی واضح طور پر دفعہ 52 کے عمل سے زیر التواء مقدمہ کے نظریے سے متاثر ہوگی۔ان حالات میں، جواب دہندگان کو مقدمے میں ضروری یا مناسب فریق نہیں سمجھا جا سکتا۔"

دھرندھر پرساد سنگھ (اوپر) کے معاملے میں،ان اپیلوں کے مقصد سے متعلق مشاہدات اس طرح پڑھتے ہیں:-

"جہاں کوئی فریق اجازت نہیں مانگتا ہے، وہ واضح خطرہ مول لیتا ہے کہ مقدمہ مدعی کے ذریعہ ریکارڈ پر مناسب طریقے سے نہیں چلایا جا سکتا ہے، پھر بھی وہ قانونی چارہ جوئی کے نتیجے کا پابند ہوگا حالانکہ سماعت میں اس کی نمائندگی نہیں کی جاتی ہے جب تک کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ قانونی چارہ جوئی اصل فریق کے ذریعہ مناسب طریقے سے نہیں کی گئی تھی یا اس نے مخالف کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔

مقدمات میں اس عدالت کے ذریعہ قانون کا مذکورہ بالا بیان (اوپر) واضح طور پر ظاہر کرتا ہے کہ ٹرائل کورٹ نے منتقل الیہ زیر التواء کو مقدمات میں فریق کے طور پر شامل کرنے اور استدعاوں میں ترمیم کے لیے تین درخواستوں کو مسترد کرنے میں اپنی صوابدید کا صحیح استعمال کیا ہے۔ٹرائل کورٹ کے حکم میں مداخلت کرنے سے انکار کرنے میں بھی عدالت عالیہ کو جائز قرار دیا

گیا۔ نتیجتاً، ان میں سے کسی بھی اپیل میں قطعی طور پر کوئی اہلیت نہیں ہے۔ اس کے مطابق، انہیں مدمقابل جواب دہندگان کے درخواست گزار کے ذریعے برداشت کیے جانے والے اخراجات کے ساتھ برخاست کر دیا جاتا ہے۔

کے۔ کے۔ ٹی۔

اپلیں مسترد کر دی گئیں۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document